السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حافظ خالد محمود فیصل آباد سے دریافت کرتے ہیں کہ ہر نماز کے بعد باآواز بلند کلمہ کا ورد کرنا شرعاً کیسا ہے، نیز ہم جب قبرستان جاتے ہیں تو اہل قبور کو سلام کہتے ہیں کیا وہ ہمارا سلام سنتے اور جواب دیتے ہیں؟

---

# الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہر نماز کے بعد بلند آواز میں کلمہ طیبہ کا ورد کرنے کے متعلق کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔ البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک قول بایں الفاظ مروی ہے: ''فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں پایا جاتا تھا۔ (صحیح بخاری: باب الذکر بعد الصلاة)

لیکن اس روایت میں مطلق ذکر کا بیان ہے، کلمہ لاالٰہ الا اللہ کی تخصیص نہیں ہے۔ بلکہ اس روایت کی وضاحت ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے اختتام کو ''اللہ اکبر'' کہنے سے معلوم کرتا تھا، یعنی آپ سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے اللہ اکبر کہا کرتے تھے جس سے مجھے پتا چل جاتا کہ نماز ختم ہو چکی ہے۔

لیکن اس روایت کا ہمارے ہاں رائج کردار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس میں نماز کے بعد سپیکر کھول کر آپس میں تال سر ملاتے ہوئے لاالٰہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جاتی ہیں۔ ایسا کرنا نہ صرف خلاف سنت ہے بلکہ نمازی حضرات کے لئے باعث تشویش بھی ہے۔ نیز ایسا کرنے سے ریاکاری اور نمائش کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ اس بنا پر نماز کے بعد ذکر اذکار آہستہ آواز سے کرنا چاہیے تاکہ نمازیوں کے لئے اذیت کا باعث نہ ہو اور نہ ہی ریاکاری کا شائبہ پایا جائے۔

جہاں تک اہل قبور کو سلام کہنے کا تعلق ہے یہ ایک دعائیہ کلمہ ہے، یعنی یہ سلام دعا ہے، سلام تحیة نہیں جس کا جواب دینا سننے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اہل قبور کا لفظ ہی اس حقیقت سے پردہ اٹھا رہا ہے کہ اس شہر خموشاں میں رہنے والوں کا تعلق اہل دنیا سے منقطع ہو چکا ہے۔ اب یہ حضرات عالم برزخ میں ہیں۔ جس کا نظام دنیا کے نظام سے الگ تھلگ ہے۔ اہل قبور کے سننے اور پھر ان کے جواب دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، قرآن مجید میں ہے: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اہل قبور کو نہیں سنا سکتے۔'' (35/فاطر: 22)

اس نص قطعی کے بعد مردوں کے سننے کے لئے کونسی گنجائش رہتی ہے؟

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

## فتاویٰ اصحاب الحدیث

**جلد: 1 صفحہ: 159**